خادم نبی ﷺ حضرت انس بن مالک کے حالات ومرویات کی روشنی میں مطالعہ سیرت

The Study of Seerah in the light of Khadim-e-Nabi (PBUH) Hazrat Anas' Biography (RA) and Narrations

ڈاکٹر حافظ محمد صدیق*

ABSTRACT:

Being a Muslim, everyone wishes that he would have been the one who sees the Holy Prophet (PBUH). This is the era in which companions of the Holy Prophet (PBUH) accompanied by him and received direct knowledge. This era is also considered the best era of Islam as prescribed by the Holy prophet (PBUH). *Sahaba karam* are those who benefited from the company of the Holy Prophet (PBUH) and learn the knowledge of Islam. One of the companions who was not just learning from him but he was very close to the Holy Prophet (PBUH) and spent ten years of his life with the company of the Holy Prophet (PBUH) as servant. He is Hazrat Anas ibn Malik (RA) and he considered the days and nights spent in serving the Holy Prophet (PBUH) as the best time of his life. This research paper aims to describe the biography of Hazrat Anas Ibn Malik (RA) including his complete name, early day's life and acceptance of Islam. This research study focuses on the era of Hazrat Anas (RA) when he was in service of the Holy Prophet (PBUH). It highlights the relationship of a servant with the Holy Prophet (PBUH) as owner. It also discusses the treatment of an owner with the servants in the light of narrations of the Holy Prophet Muhammad (PBUH). The current paper denotes some of the narrations narrated by Hazrat Anas ibn Malik (RA) highlighting the pearls of the life of the Holy Prophet (PBUH) particularly the relationship of am owner with his servant. Finally, it concludes that servants to be considered as human being and treated as learnt by the Seerah of the Holy Prophet (PBUH).

Keywords: *Seerah, Hazrat Anas (RA), Narrations, Khadim-e-Nabi (PBUH).*

ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ اسے آپ ﷺ کا زمانہ نصیب ہوتا اور وہ آپ ﷺ کی زیارت کرتا، جیسا کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ سے براہ راست علم حاصل کیا۔ انہیں صحابہ کرام میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نہ صرف آپ ﷺ کی صحبت پائی بلکہ وہ آپ ﷺ کے قریبی صحابہ میں سے تھے اور دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے اور یہی دس سال ان کی زندگی کے بہترین شب و روز تھے۔

نام ونسب: آپ کا نام انس، کنیت ابوحمزہ، لقب خادم النبی ﷺ، قبیلہ نجار آپ کا کامل شجرہ نسب یہ ہے۔ انس بن مالك بن النضر بن ضمضم بن زيد بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار[1] بن ثعلبة بن عمرو بن الخزرج[2] بن حارثه الانصاری الخزرجی النجاری من بن عدی بن النجار[3] آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا[4]۔ صاحب معرفة الصحابة لکھتے

*Assistant Professor, Faculty of Shari'ah & Law, International Islamic University Islamabad.
Email: hafiz.siddique@iiu.edu.pk

ہیں کہ آپ کی والدہ کا نام ملیکۃ اور لقب الرمیصاء تھا[5]۔

ابتدائی حالات:

حضرت انس بن مالکؓ قبل از ہجرت مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر آٹھ یا نو سال کی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے والد اپنی بیوی سے اسلام لانے کی وجہ سے ناراض ہو کر ارضِ شام چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ آپ کی والدہ نے دوسرا نکاح حضرت ابو طلحہ سے کر لیا جن کا شمار قبیلہ خزرج کے معزز افراد میں سے تھا اور آپ اپنے ساتھ حضرت انس کو بھی لے گئیں اور آپ نے وہاں حضرت ابو طلحہ کے گھر میں پرورش پائی۔

اسلام سے قبل عربوں کی جہالت کا یہ نقشہ تھا کہ حضرت انس اپنے باپ ابو طلحہ کی صحبت میں جب بادہ و جام کا دور چلتا تو ساقی گری کرتے پہلے دوسروں کو پلاتے بعد میں خود بھی پیتے تھے اور اس وقت آپ کو روکنے والا کوئی نہ تھا[6]۔

کنیت کی وجہ تسمیہ:

حضرت انس بن مالک کی کنیت ابو حمزہ تھی جو نبی کریمa نے انہیں عطا کی تھی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ایک خاص قسم کی سبزی جس کا نام حمزہ تھا چنا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے نبی کریمﷺ نے آپ کیلیے کنیت پسند فرمائی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ آپﷺ فرماتے ہیں:

كنّانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ببقلۃ كنت اجتنيتها[7]۔

ترجمہ: نبی کریمﷺ نے یہ کنیت (حمزہ) سبزی کی وجہ سے عطا فرمائی جس کو میں چنا کرتا تھا۔

قبول اسلام:

حضرت انس بن مالک آٹھ، نو سال کے تھے کہ مدینہ منورہ میں اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ بنو نجار نے قبول اسلام میں جو پیشدستی کی تھی اس کا اثر یہ تھا کہ اس قبیلہ کے افراد آنحضرتﷺ کے پاس یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لانے سے قبل توحید ورسالت کے علمبردار ہو چکے تھے۔ حضرت انسؓ کی والدہ نے بھی عقد ثانیہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ کے والد بت پرست تھے بیوی کے اسلام لانے سے برہم ہو کر شام چلے گئے ادھر ام سلیم آپ کی والدہ نے ابو طلحہ سے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ وہ اسلام قبول کریں چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو چکے تھے اور عقد ثانیہ میں آنحضرتﷺ کے دست حق پرست پر مکہ جا کر بیعت کی تھی۔ اسی طرح حضرت انس کا پورا خاندان نور ایمان سے منور تھا۔ ان کی جنتی ماں (ام سلیم) شمع اسلام کی پروانہ تھیں اور ان کے محترم باپ (حضرت ابو طلحہ) دین حنیف کے ایک پرجوش فدائی تھے۔ بیٹے نے انہیں والدین کی آغوشِ محبت میں تربیت پائی اور مسلمان ہوئے[8]۔

خدمت رسول:

حضرت انس بن مالک نبی کریمﷺ کی خدمت کو اپنے لیے باعثِ عز و شرف سمجھتے تھے۔ مختلف روایات میں ہے کہ سات، آٹھ یا دس سال کے تھے تو نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ کا خاندان اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ میں ہی رہتا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو نبی کریمﷺ کی خدمت پر اکساتی اور برانگیختہ کرتی تھیں کیونکہ بعض دوسرے لوگ آپ کو تحفہ تحائف عطا کرتے مگر آپ نے یہ عظیم تحفہ

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضرت انس خود فرماتے ہیں: قدم النبی ﷺ المدینة وانا ابن عشر ومات وانا ابن عشرین کن امهاتییحثثنی علی خدمته[9]۔

ترجمہ: جس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت میری عمر دس سال تھی اور جس وقت آپ ﷺ نے داعی اجل کو لبیک کہا تو اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔ میری مائیں مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت پر برانگیختہ کرتی رہتی تھیں۔

حضرت انس بن مالک کے بارے میں مختلف روایات ہیں کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ابو طلحہ نے پیش کیا تھا یا کہ آپ کی والدہ ماجدہ ام سلیم نے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ کے والد حضرت ابو طلحہ نے آپ کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا[10]۔ مگر مسلم، ترمذی اور طبقات ابن سعد میں بھی دو روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ ام سلیم نے ہی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ ایک روایت ذیل میں ہے: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے دوپٹے کی میری چادر بنادی۔ میری والدہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ انس میرا بیٹا ہے میں آپ کی خدمت کیلئے آپ کے پاس لائی ہوں۔ آپ اس کے حق میں دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللهم اکثر ماله وولده[11]۔ اے اللہ اس کے مال واولاد میں کثرت فرما۔ حضرت نے کہا: بخدا میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد سو کے لگ بھگ ہے[12]۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ ام سلیم آپ کی والدہ ماجدہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یارسول الله! لم یبق رجل ولاامراة من الانصار الاوقد اتحفك بتحفة وانی لااقدرعلی مااتحفك الاابنی هذا فخذه فلیخدمك مابدالك[13]۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! انصار کے آدمیوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے آپ ﷺ کو کوئی تحفہ پیش نہ کیا ہو میں طاقت نہیں رکھتی کہ آپ ﷺ کو تحفہ دوں مگر یہ میرا بیٹا ہے اس کو آپ بطور تحفہ قبول فرمالیں یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی آپ نے مجھے کبھی نہ مارا، نہ گالی دی، نہ ناراضگی کا اظہار کیا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت انس کیلئے جو دعا مانگی طبقات ابن سعد میں یوں ہے: اللهم اکثر ماله وولده واطل عمره واغفر ذنبه[14]

ترجمہ: اے اللہ! انس کے مال واولاد میں کثرت فرما، ان کی عمر دراز فرما اور ان کے گناہ معاف فرما۔

حضرت انس فرماتے ہیں میں نے اپنی صلبی اولاد میں سے 89 یا 201 کو دفن کر چکا ہوں اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا ہے اور میں آج تک زندہ ہوں۔ زندگی سے اکتا گیا ہوں اور مجھے چوتھی بات کی قبولیت کی بھی امید ہے[15]۔

حضرت انسؓ جب نبی کریم کے سایہ عاطفت میں بطور خادم داخلہوئے تو اپنے فرض کو انتہائی خوبی سے انجام دیا۔ آپ کم و بیش دس سال تک نبی کریمa کی خدمت کرتے رہے اور ہمیشہ اس پر فخر کرتے رہے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز فجر سے قبل دراقدس پر حاضر ہو جاتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آجاتے پھر ظہر کے وقت حاضر ہوتے حتی کہ عصر ہو جاتی پھر نماز عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کرتے تھے۔ محلہ میں ایک مسجد تھی وہاں لوگ ان کا انتظار کرتے جب یہ پہنچتے اس وقت وہاں نماز ہوتی تھی[16]۔ حضرت انس بن مالک ان اوقات کے علاوہ بھی خدمت نبوی میں حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ مسلم کی روایت میں حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور آپ تشریف لائے۔

آپ نے ہمیں سلام کیااور مجھے کسی کام کیلئے بھیج دیا۔ مجھے اپنی والدہ کے پاس پہنچنے میں دیر ہو گئی میں نے کہا: مجھے رسول اللہ a نے کسی کام کیلئے بھیجا تھا۔ میری والدہ نے پوچھا وہ کام کیا تھا؟ میں نے کہا" انھا سرّ وہ ایک راز ہے۔ میری والدہ نے کہا: لاتحدّثن بسرّ رسول اللّٰہ احداً۔ تم رسول اللہ کا راز کسی پر افشاء نہ کرنا۔ حضرت انس نے کہا: واللّٰہ لو حدثت بہ احداً لحد ثتک یا ثابت۔ اے ثابت! اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو آپ کو بتاتا[17]۔

نبی کریم a کی حضرت انس سے محبت:

حضرت انس تو آپ سے محبت کرتے تھے ہر وقت ان کے سایہ عاطفت میں رہتے تھے، خدمت سے نبی کریم کو خوش رکھتے تھے اس وجہ سے نبی کریم کو بھی آپ سے ایک خاص محبت ہو گئی اور پیار سے یا بنیّ (اے میرے پیارے بچے) کے خطاب سے پکارتے تھے[18]۔ اس کے علاوہ نبی کریم آپ سے مزاح بھی کرتے تھے اور یا ذاالاذ نین (اے دو کان والے) کے خطاب سے پکارتے تھے[19]۔ یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے کہ دس سال کے عرصہ میں آپ نے حضرت انس b سے یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا، کیوں نہیں کیا[20]۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

نبی کریم ایسی شخصیت کی خدمت میں اگر بندہ ہو تو ان کے حسن و کمال اسوہ حسنہ، عادات طیبہ سے ضرور متاثر ہوتا ہے اور اپنا دل ان کی محبت میں فدا کر دیتا ہے۔ مگر حضرت انس جیسے عظیم القدر صحابی و خادم کی بات ہی کیا ہے ان کی تمنا و آرزو اور خواہش تھی کہ کاش دائمی محبت نبی نصیب ہو۔ آپ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے نبی کریم a سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: تم نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ عرض کی: میرے پاس تو کوئی عمل نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا کسی چیز نے خوش نہیں کیا جتنا نبی کریم کے اس فرمان نے کیا۔ انت مع من احببت۔ کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم a سے محبت کرتا ہوں اور ابو بکر و عمر سے بھی لہٰذا امیدوار ہوں کہ ان کی محبت کے باعث ان حضرات کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں[21]۔

آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی ہر ادا غرضیکہ اس کی ہر چیز سے محبت کرتا ہے اور اس کا خیال رکھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس کے پاس وہ پیالہ تھا جس میں نبی کریم a پانی پیتے تھے۔ ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کے تار سے جڑوا دیا۔ اس مین ایک لوہے کا حلقہ بھی لگا ہو تھا لیکن بعد میں حضرت انس نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگوانا چاہا لیکن ان کے باپ ابو طلحہ نے منع کر دیا کہ جس کام کو نبی کریم نے کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہیے[22]۔ ابو طالوت کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک کے پاس گیا وہ اس وقت کدّو کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے اے درخت تیرا کیا کہنا ہے؟ تو مجھے کتنا محبوب ہے صرف اس لیے کہ رسول کریمتجھ سے محبت رکھتے تھے[23]۔

غزوات میں شرکت:

حضرت انس بن مالک اگرچہ سن میں چھوٹے تھے کہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے مگر تمام غزوات میں جو عہد رسالت میں ہوئے شریک ہوئے اور دادِ شجاعت دکھائی۔ اسحاق بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے موسی بن انس سے پوچھا:

کم غزا انس مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال: ثمانی غزوات[24]۔

ترجمہ: حضرت انس نے نبی کریم کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک ہوئے توانہوں نے جواب میں کہا: آٹھ غزوات میں۔

عہد رسالت میں تقریباًکل آٹھ غزوات ہوئے جس میں نبی کریمa بنفس نفیس شامل تھے۔

سیر اعلام البنلاءمیں موسی بن انس سے روایت ہے کہتے ہیں: انّ انسا غزا ثماني غزوات۔ حضرت انس نے آٹھ غزوات میں شرکت کی[25]۔

اسد الغابۃ میں ایک روایت ہے کہ محمد بن عبد اللہ الانصاری کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت انس بن مالک کے غلام سے نقل کرکے بیان کیاکہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا: اشهدت بدراً مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم؟ کیاآپ بدر میں نبی کریم کے ہمراہ تھے؟ حضرت انس نے کہا: لاام لک؟ آپکی ماں نہ رہے واین غبت عن بدر؟ میں بدر کو چھوڑ کر کہاں جاتا[26]؟ ایک روایت سیر اعلام النبلاء میں ہے کہ سوائے غزوہ بدر کے تمام غزوات میں نبی کریم کے ساتھ شرکت کی اور بیعت رضوان بھی کی[27]۔

حلیہ مبارک:

حضرت انس بن مالکb نہایت خوبصورت اور موزوں اندام تھے۔ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

وکان یخضب بالصفرة وقیل بالحناءوقیل بالورس وکان یخلّق ذراعیه بخلوق للمعة بیاض کانت به وکانت له ذابة فارادان یجرّها فنهته امه وقالت: کان النبی یمدهاویاخذها[28]۔

ترجمہ: حضرت انس زرد خضاب لگایاکرتے تھے یہ بھی کہا گیاہے کہ مہندی کاخضاب لگاتے تھے بعض نے کہاہے کہ ورس کاخضاب لگاتے تھے اوراپنی دونوں کہنیوں میں خلوق لگایاکرتے تھے۔ اس سبب سے ان کی کہنیوں میں کچھ سپیدی تھی۔ آپb کے گیسوبڑھے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ارادہ کیاکہ کاٹ ڈالیں مگر انکی والدہ(ام سلیم) نے انہیں منع کیااور کہاان بالوں کو نبی کریمa پکڑاکرتے تھے۔

اسد الغابہ میں ایک روایت ہے کہ آپ جو انگوٹھی پہنتے تھے ان پر بیٹھے ہوئے شیر کی تصویر کندہ تھی اوراپنے دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھتے تھے۔ خزکالباس پہنتے تھے اوراس کاعمامہ باندھتے تھے[29]۔ ابن سعد نے مختلف روایات ذکر کی ہےں کہ آپ کبھی زرد خضاب اور کبھی سرخ خضاب لگایاکرتے تھے۔ کپڑے بھی زرد اور سرخ مگر ریشم کے پہنتے تھے۔ سیاہ پگڑی باندھتے تھے کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی ٹوپی کے بغیر۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ صرف سفید ٹوپی پہنے ہوئے تھے[30]۔ لباس کے پہننے میں آپ ماہر تھے ریشمی منقش چادر، سرپر ریشمی پگڑی اورریشمی جبہ تھا۔ معتمر بن سلیمان نے کہاکہ میرے والد نے فرمایا: رایت علی انس مطرفا اصفرمن خزّ مااعلم انی رایت ثوبا قط احسن منه[31]۔ میں نے حضرت انس کے جسم پر ریشمی زرد چادر دیکھی۔ میں نے اپنے علم میں اس سے زیادہ خوبصورت کپڑا نہیں دیکھاتھا۔ حضرت انس بن مالکb کی انگوٹھی کانقش گھٹنوں کے بل بیٹھاہوا شیر تھا۔ حضرت عمرنے انگوٹھیوں پر عربی تحریر کندہ کرانے سے منع فرمادیاتھااورانس کی انگوٹھی میں بھیڑیے یالومڑی کی تصویر کندہ تھی[32]۔ ابن سعد کی ایک اورروایت ہے:

ان انس بن مالك نقش فی خاتمه: محمد رسول اللّٰہ قال: فکان اذا دخل الخلاءنزعه[33]۔ حضرت انس بن مالک نے اپنی انگوٹھی میں محمد رسول اللہ کندہ کرار کھاتھاجب آپ قضائے حاجت کیلئے جاتے توانگوٹھی اتاردیاکرتے تھے۔

فضل وکمال:

حضرت انس جلیل القدر صحابی ہیں جن کے فضل وکمال پر تمام امت مسلمہ متفق ہے۔ آپ کی نماز نبی کریمa کی نماز کے ساتھ مشابہ تھی۔ حضر تبوھریرہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

مارایت احداً اشبہ صلاۃ برسوال اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من ابن ام سلیم یعنی انس بن مالك[34]۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ کی نماز کے مشابہ نماز ابن ام سلیم (انس بن مالک) سے زیادہ کسی کی نہیں دیکھی۔

سیر اعلام النبلاء میں ثمامہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

کان انس یصلی حتی تفطّر قدماہ دمامما یطیل القیام رضی اللّٰہ عنہ[35]۔

ترجمہ: جب حضرت انس نماز پڑھتے تھے تو اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں کا خون جم جاتا تھا۔

حضرت انس کے نصیب پر قربان جائیں کہ رحلت نبوی کے بعد بھی رات کو خواب میں دیدار مصطفی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ مثنی بن سعید ذراع نے بیان کیا کہ میں نے انس سے سنا فرماتے تھے:ما من لیلۃ الاوانا اری فیھا حبیبی ثم یبکی[36]۔ کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ جس میں میں نے اپنی حبیبa کے دیدار سے بہرہ ور نہ ہوتا پھر آپ زاروقطار روتے تھے۔

آپ سے بہت زیادہ روایات مروی ہیں مگر آپ حدیث کے روایت کرنے میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ آپ جب حدیث بیان فرماتے تو کہہ دیا کرتے تھے او کما قال رسول اللہ۔ "یا جیسے رسول اللہ نے فرمایا[37]۔

حضرت انس فضول گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے بھی منع فرماتے تھے اور خصوصاً اپنی اولاد کو تلقین کرتے تھے کہ کثرت سے باتےں کرنے سے بچو۔ حماد بن سلمہ نے ثابت البنانی سے بیان کیا کہ حضرت انس کے صاحبزادوں نے اپنے والد سے درخواست کی: اے ابا جان! آپ جس طرح دوسرے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اس طرح ہم سے کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: ای بنیَّ انّہ من یکثر یھجر[38]۔ جو کثرت سے باتیں کرتا ہے اس کے منہ سے فضول باتیں بھی نکل جاتی ہیں۔

ابن سعد کی ایک اور روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک نے کہا: لا یتقی اللّٰہ عبد حتّٰی یحزن من لسانہ[39]۔

ترجمہ: انسان اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک زبان کی احتیاط نہ کرے اور اپنی باتوں پر نہ کڑھے۔

اسی وجہ سے آپ اکثر وبیشتر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

شیخ ابو الحباب بیان کرتے ہیں کہ میں نے جریری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت انس نے ذات العرق سے احرام باندھا اور ہم نے حلال ہونے تک ان کے منہ سے ذکر اللہ کے علاوہ کوئی بات نہ سنی پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: یا ابن اخی ھکذا الاحرام۔ اے میرے بھتیجے احرام اسی طرح ہوتا ہے[40]۔ حضرت انس کا علمی مقام ومرتبہ ان کے نوجوانی کی عمر میں بھی بلند وبرتر تھا کہ شباب کے عالم میں انہیں بحرین کا عامل بنادیا گیا۔ حضرت موسیٰ بن انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت انس کو بحرین میں صدقات کا عامل بنانا چاہا تو حضرت عمر سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: ابعثہ فانہ لبیب کاتب فبعثہ[41]۔ حضرت انس کو (بحرین کا عامل) بنا کر بھیج دیجئے کیونکہ پڑھے

لکھے اور داناہیں۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو بھیج دیا۔ آپ مستجاب الداعوات تھے۔ جب بھی دعامانگتے تو قبول ہوتی۔ حضرت انس بن مالک کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور اس کے پھلوں میں سے مشک کی سی پیاری خوشبو آتی تھی[42]۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بارش نہ آنے کی وجہ سے باغ کے مالی نے آپb سے کہا کہ کھیت خشک ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت انس نے نماز پڑھی اور دعامانگی فوراً ایک بادل اٹھا اور آپb کے کھیتوں پر چھا گیا اور اتنا برسا کہ کھیت پانی سے بھر گئے۔ آپ نے اپنے غلام سے کہا: انظر این بلغت ھذہ؟ دیکھیے یہ کہاں تک پہنچی ہے یعنی بارش کہاں تک ہوئی ہے۔ غلام نے دیکھا تو بارش آپb کے کھیتوں سے آگے نہیں بڑھی تھی[43]۔

طبقات ابن سعد میں ایک اور روایت ثمامہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ کی خدمت میں ان کے باغ کا مالی گرمی کے موسم میں آیا اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی چنانچہ حضرت انس نے پانی منگوایا، وضو کیا اور نماز پڑھی پھر دریافت کیا ھل تری شیئاً؟ کیا آسمان پر کوئی بادل نظر آیا۔ مالی بولا نہیں۔ پھر آپ اندر گئے اور نماز پڑھی، اس کے بعد تیسری یا چوتھی مرتبہ نماز پڑھنے کے بعد پوچھا کیا کوئی بادل نظر آرہا ہے۔ اس نے کہا اری مثل جناح الطیر السحاب۔ پرندے کے پر کے برابر ایک بادل دکھائی دے رہا ہے۔ اس کے بعد پھر آپb نے نماز پڑھنی شروع کی اور دعا کرتے رہے حتی کہ اسی مالی نے آکر عرض کی قد استوت السماء و مطرت۔ تمام آسمان پر ابر کی گھٹا چھاگئی ہے اور بارش برسنے لگی ہے۔ تو آپb نے کہا: ارکب الفرس الذی بعث بہ بشر بن شغاف فانظر این بلغ المطر۔ اس گھوڑے پر سوار ہو جا جسے بشر بن شخاف نے بھیجا ہے اور دیکھ کر آ کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے۔ مالی گھوڑے پر سوار ہو کر گیا دیکھ کر آیا اور کہا: فاذا المطر لم یجاوز قصور المسیرین ولا قصر الغضبان۔ بارش نے سیرین کے محلات اور غضبان کے مکانوں سے تجاوز نہیں کیا ہے[44]۔

حضرت انس قرآن کی تلاوت کرتے رہتے تھے اور اس کی برکات سے خود اور اپنے اہل و عیال کو بھی مستفید فرماتے تھے۔ صفۃ الصفوۃ میں ثابت سے مروی ہے کہتے ہیں: کان انس اذا اشفی علی ختم القرآن من اللیل بقی منہ سورۃ حتییختمہ عند عیالہ[45]۔

حضرت انس بن مالک اور حجاج بن یوسف:

عہد بنو امیہ میں صحابہ کرام پر جو ظلم و ستم ڈھائے گئے ان کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت انس بن مالکb بھی ان میں سے ایک تھے جو اس وقت کے عمّال حکومت کے ظلم و جور سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عہد میں حجاج بن یوسف جو سلطنت امویہ کے مشرقی ممالک کا گورنر تھا اور ظلم و ستم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا جب بصرہ آیا تو حضرت انس بن مالک کی گردن پر مہر لگوادی تاکہ لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا ہوں۔ اسد الغابہ میں اسحاق بن یزید سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

رایت انس بن مالک مختوما فی عنقہ ختمہ الحجاج اراد ان یذلہ بذلك[46]۔

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ ان کے گلے میں مہر لگوادی تھی یہ مہر حجاج نے بغرض توہین لگوائی تھی۔

طبقات ابن سعد کی ایک روایت ہے کہ علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ محل میں تھا وہ ابن اشعث کیلئے لوگوں کو روانہ کر رہا تھا۔ اتنے میں حضرت انس بن مالک آئے اور جب اس کے قریب ہوئے تو حجاج نے کہا: یاخبیث، جوّال فی الفتن، مرۃ مع علی و مرۃ مع ابن الزبیر و مرّۃ مع ابن الاشعثاماوالذی نفسی بیدہلاستا صلنّك کما تساصل الصمغۃ ولاجردنّك

کما یجزّ والضبّ[47]۔ اے خبیث! اے فتنہ پرور! کبھی تو حضرت علی ساتھ ہے، کبھی ابن زبیر اور کبھی ابن اشعث کے ساتھ۔ سن لے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تجھے اس طرح جڑ سے اکھیڑ دوں گا جس طرح گوندا اکھیڑا جاتا ہے اور تیری اس طرح کھال کھینچوں گا جس طرح کہ گوہ کی کھال کھینچی جاتی ہے۔

حضرت انس نے پوچھا اللہ امیر کا بھلا کرے اس کلام سے امیر کس کو مخاطب کر رہا ہے؟ پھر حجاج نے کہا: ایّاك اعنی، اصمّ اللّٰه سمعك[48]۔ خدا تیرے کان کو بہرا کرے تجھے مراد لے رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت انس نے انااللہ وانّا الیہ راجعون پڑھا، حجاج اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور آپ وہاں سے نکل آئے اور کہا: لوالا انی ذکرت ولدی وخشیت علیھم بعدی لکلّمته بکلام لایستجیبنی بعده ابداً[49]۔ اگر مجھے اپنے بچے یاد نہ آتے اور ان پر میں خطرہ محسوس نہ کرتا تو میں حجاج سے اپنے اسی مقام میں ایسی بات کہتا کہ اس کے بعد مجھے کبھی بھی جواب نہ دے سکتا۔

اعمش سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب حجاج نے حضرت انس کو سخت تنبیہ کی اور برا بھلا کہا تو آپ نے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو خط لکھا جس میں یہ درج تھا: انی خدمت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم تسع سنین واللّٰه لوانّ النصاری ادرکوا رجلاخدم نبیّھم لاکرموه[50]۔ میں نے رسول اللہ کی نو سال خدمت کی، اللہ کی قسم اگر نصاریٰ ایسے آدمی کو پاتے جس نے ان کے نبی کی خدمت کی ہوتی تو یقیناوہ اس کی عزت کرتے۔

مستدرک حاکم کی ایک روایت اعمش سے مروی ہے کہتے ہیں حضرت انس نے عبد الملک بن مروان کو خط لکھا کہ میں نے رسول اللہ a کی نو سال خدمت کی اور حجاج نے بصرہ میں میری تذلیل کی۔ عبد الملک بن مروان نے حجاج کو لکھا: ویلك قد خشیت ان لایصلح علی یدی احد[51]۔ "افسوس ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تیری کوئی اصلاح نہ کرپائے گا۔" میرا خط جب تیرے پاس پہنچے حضرت انس کے پاس جا کر معذرت کرنا۔ جب قاصد خط لے کر حجاج کے پاس آیا تو حجاج نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین کا خط ہے انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے اس نے کہا ان کے چہرہ پر اس سے بھی زیادہ غصہ تھا وہ حجاج حضرت انس b کے پاس آیا اور کہا: یاابا حمزہ غضبت۔ اے ابو حمزہ (کنیت حضرت انس) آپ نے غصہ کیا۔ حضرت انس نے فرمایا: نعم تعرضنی بجوکۃ البصرۃ[52]۔ جی ہاں میں نے غصہ کیا کیونکہ تو نے مجھے بصرہ میں ذلیل ورسوا کیا۔ حجاج نے کہا جو میں نے آپ سے کہا تھا اب وہ میرے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا: ایاك اعنی واسمعییاجارة اردّت ان لایکون لاحدعلی منطق[53]۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ تم کسی کو نہ کہو۔

وفات: آپ کی وفات بصرہ میں ہوئی سنِ وفات کے بارے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں 90ھ میں بعض کہتے ہیں 91ھ، بعض کے نزدیک 92ھ ہے اور بعض کے نزدیک 93ھ بھی ہے[54]۔ طبقات ابن سعد میں محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے قاضی محمد بن عبد اللہ الانصاری سے پوچھا: ابن کم کان انس بن مالك یوم مات۔ وفات کے وقت حضرت انس کی عمر کتنی تھی۔ آپ نے فرمایا: ابن مائة سنة وسبع سنین۔ ان کی عمر ایک سو سات سال تھی[55]۔ عبد اللہ بن یزید الھذلی کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک کے جنازہ میں شریک تھا۔ آپ بصرہ میں ولید بن عبد الملک کے عہد میں 92ھ میں فوت ہوئے[56]۔ حضرت انس بن مالک آخری صحابی تھے جنہوں نے بصرہ میں وفات پائی[57]۔ حضرت انس بن

مالک یہ وصیت کر کے گئے تھے کہ جب ان کی وفات ہو جائے تو ان کے عصا کو بھی ان کے ہمراہ دفن کر دیا جائے چنانچہ وہ عصا ان کے پہلو اور کرتہ کے درمیان رکھدیا گیا[58]۔ ثابت البنانی کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے مجھے کہا: هذه شعيرة من شعر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وضعها تحت لسانی[59]۔ یہ رسول اللہ a کا موئے مبارک ہے۔ (جب میری وفات ہو جائے) تو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ کہتے ہیں کہ میں نے وہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا تھا جب آپ دفن کیے گئے تو وہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے ہی تھا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ انہیں ابن سیرین نہلائیں اور وہی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ اس وقت ابن سیرین جیل میں تھے لوگوں نے اس سلسلہ میں امیر عمر بن یزید سے اجازت مانگی کہ حضرت انس کی وصیت کو پورا کیا جائے ابن سیرین کو اجازت دے دی گئی انہوں نے آکر حضرت انس کو غسل دیا، کفنایا اور نماز جنازہ مقام طف میں پڑھائی پھر جیل میں چلے گئے[60]۔ مگر اسد الغابۃ میں ہے کہ حضرت انس بن مالک کی نماز جنازہ قطن بن مدرک نے پڑھائی[61]۔

حضرت انس بن مالک کی مرویات

حضرت انس بن مالک مکثرین صحابہ میں سے ہیں اور آپ b کی روایات کی تعداد ہزار سے زیادہ ہے۔ صحیح بخاری میں ۸۰ احادیث، صحیح مسلم میں ۷۰ احادیث منقول ہیں اور وہ روایات جو متفق علیہ ہیں ان کی تعداد 128 ہے[62]۔

آپ کا شمار ان صحابہ کرام e میں ہوتا ہے جو عقبہ اولی میں ہیں اور جنکی روایات ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں۔ ابن حزم اور ابن الجوزی کے مطابق آپ کی احادیث کی تعداد ۲۲۸۶ ہے[63]۔

صاحب اسد الغابہ نے چند ان اصحاب کا ذکر کیا ہے جنہوں نے آپ b سے روایات اخذ کی اور دائرہ تلمذ میں داخل ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں: وهو من المكثرين فی الرواية عن رسول الله روی عنه ابن سيرين، وحميد الطويل، وثابت البنانی وقتادة والحسن، صری والزهری وخلق كثير[64]۔

آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم a سے روایتکی ہے اور آپ سے ابن سیرین، حمید الطویل، ثابت البنانی، قتادہ، حسن بصری، زھری اور بہت زیادہ لوگوں نے روایت کی ہے۔ حضرت انس بن مالک کی روایات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے اور ان سب کا ذکر کرنا محال ہے۔ بہر حال ان میں سے دس جو سیرت نبوی سے متعلق ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عن اسحاق بن عبدالله بن ابی طلحه انّه سمع انس بن مالك رضی الله عنه يقول: ان خيّاطادعا رسول الله عليه وسلم لطعام صنعه قال انس بن مالك فذهبت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ذلك الطعام فقرّب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم خبزاومرقافيه دبّاءوقديد فرايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتتبّع الدباءمن حوالی القصعة قال: فلم ازل احب الدباءمن يومئذٍ[65]۔

حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ کو اس کھانے کی طرف مدعو کیا جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں بھی نبی کریم کی معیت میں اس کھانے کی طرف گیا۔ اس نے آپ a کی خدمت میں جو کی روٹیاں اور وہ سالن پیش کیا جس میں کدو اور بوٹیاں تھیں، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو دیکھا کہ آپ a کدو کو پیالہ کے چاروں طرف تلاش کرتے تھے اس روز سے میں کدو کو ہمیشہ پسند کرتا تھا۔

عن انس بن مالك قال: لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم الصّوف واحتذى المخصوف وقال: اكل رسول الله صلى الله عليه وسلم بشعا ولبس خشناً فقيل للحسن ما البشع؟ قال: غليظ الشعير ما كان يسيغه الا بجرعة ماء[66]۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے اون کا کپڑا پہنا ہے اور پیوند لگا ہوا جوتا بھی اور حضرت انس نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے بہت موٹا آٹا کھایا ہے اور موٹا کھر درا لباس بھی پہنا ہے، کسی نے حسن سے پوچھا کہ بشع کیا چیز ہے تو جواب دیا کہ موٹا جو، جس کو نبی کریم آسانی سے بلا پانی کے گھونٹ کے نہیں نگل سکتے تھے۔

عن انس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعود المريض ويشهد الجنازة ويركب الحمار ويجيب دعوة العبد وكان يوم بنى قريظة على حمار مخطوم بحبل من ليف عليه اكاف من ليف[67]۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ a بیمار کی عیادت کرتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے، گدھے پر عجز و انکسار سے سوار ہوتے، غلام کی پکار کا جواب دیتے اور جنگ بنو قریظہ کے دن آپ a گدھے پر سوار تھے جس کی نکیل خرمے کے درخت کی چھال کی تھی اور جس کا پالان بھی خرمے کے درخت کی چھال کا تھا۔

حدثنا ثابت بنانی عن انس رضی الله عنهم قال: قال النبی ﷺ من رأنی فی المنام فقد رأنی فانّ الشیطان لایتخیّل بی ورؤیا المومن جزء من ستة واربعین جزاً من النبوة[68]۔

ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

عن انس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس وكان اجود الناس وكان اشجع الناس ولقد فزع اهل المدينة ذات ليلة فانطلق ناس قبل الصوت فتلقّاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم راجعاً وقد سبقهم الى الصوت وهو على فرس لابى طلحه عرى فى عنقه السيف وهو يقول: لم تراعوا قال: وجدناه بحرا اوانّه لبحر قال: وكان فرسا يبطّا[69]۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم تمام لوگوں سے بہتر! تمام لوگوں سے زیادہ سخی وفیاض اور تمام لوگوں سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ والوں پر خوف واضطراب طاری ہو گیا تھا اور کچھ آدمی خوفناک آواز کی طرف متوجہ ہو گئے تھے کہ ان کو رسول a واپس آتے ہوئے ملے۔ حضور a ابو طلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں سے پہلے آواز کی جانب دوڑ گئے تھے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی، نبی کریم a نے لوگوں کو آتے دیکھ کر فرمایا ڈرو نہیں ڈرو نہیں اور اس کے بعد آپ a نے فرمایا: ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کی مانند سبک رفتار پایا۔ یہ گھوڑا سست رفتاری میں مشہور تھا۔

عن انس بن مالك قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم لايرفع يديه فى شئى من دعائه الافى الاستسقاء وانّه يرفع حتى يدى بياض ابطيه[70]۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم اتنے اونچے ہاتھ کسی دعا میں نہیں اٹھاتے تھے جتنے نماز استسقاء میں کیونکہ اس میں مبارک ہاتھوں کو اتنے بلند کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال: ما مسست حریرا ولا دیباجا الین من کفّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا شممت ریحا قط اوعرقا قط اطیب من ریح اوعرق النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم[71]۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مس نہیں کیا جو نبی کریم کی مبارک ہتھیلی کے مانند ملائم ہو اور میں نے خوشبو یا عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم کی خوشبو یا عطر (پسینہ) کی طرح خوشبودار ہو۔

عن انس انّ نفرا من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سالوا ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن عملہ فی السرّ فقال بعضھم: لااتزوّج النساء وقال بعضھم: لاآکل اللحم وقال بعضھم: لاانام علی فراش فحمداللّٰہ واثنی علیہ فقال: مابال اقوام قالوا کذا وکذا لکنّی اصلّی وانام واصوم وافطر واتزوّج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منّی[72]۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اکرمa کے صحابہ کی ایک جماعت نے حضورa کی ازواج مطہرات سے حضور کے مخفیہ یا اندرونی عمال کی بابت سوال کیا (حضور کے اعمال معلوم ہوجانے پر) ان میں سے بعض نے تحریر کیا کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کروں گا اور بعض نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا: میں فرش پر نہ سوؤں گا۔ حضورa کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر اوّل خدا کی حمدوثنا کی اور پھر فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ انہوں نے ایسا کہا ہے حالانکہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

حدثنا انس بن مالك قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی قال: فشقّ ذلك علی الناس فقال: لکن المبشرات قالوا: یارسول اللّٰہ وما المبشرات؟ قال: رؤیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوّة[73]۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ نبوت ورسالت کا معاملہ منقطع ہوگیا ہے اب میری بعد کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی رسول، حضرتانس فرماتے ہیں کہ لوگوں پر بڑا شاق گزرا تو نبی کریمa نے فرمایا: لیکن خوش خبریاں دینے والی چیزیں باقی رہیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! مبشرات (خوش خبریاں دینے والی چیزیں) کیا ہیں تو آپ نے فرمایا: مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

عن ربیعہ بن ابی عبدالرحمن قال سمعت انس بن مالك یصف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: کان ربعة من القوم لیس بالطویل ولا بالقصیر ازھر اللون لیس بابیض امھق ولا آدم لیس بجعدقطط ولا سبط رجل انزل علیہ وھو ابن اربعین فلبث بمکة عشرسنین ینزل علیہ وبالمدینة عشرسنین وقبض ولیس فی راسہ ولحیتہ عشرون شعرة بیضاء قال ربیعہ: فرایت شعرا من شعرہ فاذا ھواحمر فسالت فقیل احمر من الطیب[74]۔ حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو سنا وہ نبی کریم کے اوصاف بیان فرمارہے تھے انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں میں میانہ قد تھے نہ زیادہ لمبے تھے

اور نہ زیادہ پست قد ان کا رنگ پھول جیسا کھلا ہوا تھا نہ بالکل سفید اور نہ گندمی، سر کے بال مبارک نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، چالیس سال کی عمر میں آپa پر وحی کا نزول ہوا، مکہ مکرمہ آپa دس سال رہے وہاں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ منورہ میں بھی آپ دس سال جلوہ افروز رہے حتی کہ آپa کا انتقال ہوگیا۔ آپa کے سر اقدس اور ریش مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپa کے موئے مبارک میں سے ایک بال مبارک کی زیارت کی ہے تو اس کا رنگ سرخ تھا میں نے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گیا تھا۔

نقوش سیرت من مرویات انس:

اگر آپ کی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنی چاہیے خصوصاً عام آدمی جس طرح ایک درزی کی طرف سے دعوت کی گئی اور آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

- نبی کریم ﷺ کو سبزیوں میں سے کدو شریف پسند تھا۔
- دعوتوں میں ضروری نہیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کا اہتمام کیا جائے بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق انتظام وانصرام کی جائے۔
- آپ ﷺ نے سادہ زندگی بسر کی۔
- کھانے میں جو کی روٹی، پہننے میں موٹا کھر درا لباس اور پیوند لگا جو تا بھی عام طور پر پہنا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کا عام معمول سادہ کھانا اور سادہ پہننے کا تھا۔

ایک حدیث میں چار چیزوں کی تلقین کی گئی ہے جو آپ ﷺ کیا کرتے تھے۔

a. مریض کی عیادت کرنا

b. جنازے میں شریک ہونا

c. گدھے پر عجز و انکساری سے سوار ہوتے۔

d. عندم کی پکار کا جواب دیتے۔

2. نبی کریم ﷺ کا خواب میں دیدار فی الحقیقت دیدار ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے)

3. حضور رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، اخلاق حسنہ اور مکارم اخلاق کا پیکر تھے تمام لوگوں سے بہتر، تمام لوگوں سے زیادہ سخی وفیاضی اور تمام لوگوں سے زیادہ شجاع و بہادر تھے۔

4. دعا میں ہاتھ اٹھانا جس طرح آپ ﷺ دعا میں اٹھایا کرتے تھے خصوصاً نمازِ استسقاء میں بہتر اہتمام کرنا۔

5. آپ ﷺ کا حسن و جمال مثالی تھا۔ حسنِ یوسف آپ ﷺ کے حسن کے سامنے ہیچ تھا۔

آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک اتنے نرم تھے گویا کہ ریشم و دیباج اور آپ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو تمام عمدہ و اعلیٰ عطریات سے بڑھ کر تھی۔

6. زواج (شادی) کی ترغیب جیسا کہ: (تولدوا الودود...)

- جو زواج کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔

7. آپ ﷺ آخری نبی ہیں، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔

- مؤمن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

8. نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ تمام انبیاء ورسل سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) اور (وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ) آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے بارے میں ہے۔

- آپ ﷺ سیرت وصورت کے لحاظ سے ایک کامل و اکمل انسان تھے، جیسا کہ حسان بن ثابت نے بیان کیا ہے:

وَأَحسَنُ مِنكَ لَم تَرَ قَطُّ عَيني	خُلِقتَ مُبَرَّءً مِن كُلِّ عَيبٍ
وَأَجمَلُ مِنكَ لَم تَلِدِ النِساءُ	كَأَنَّكَ قَد خُلِقتَ كَما تَشاءُ

نتائج[75]

اس مقالہ میں تحقیق کے دوران جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ اپنے خدام کو خدمت لینے کے بعد دعا دیا کرتے تھے جس طرح حضرت انس کو دعا دی۔

۲۔ خدام کو اپنے آقا سے اتنی محبت تھی کہ وہ فداک ابی وامی کا ورد کیا کرتے تھے اور ہر لحظہ اپنی جانیں نچھاور کرنے پر تیار رہتے تھے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے خدام کو کبھی نہ جھڑکا، انہوں نے جس طرح اپنی خدمات انجام دیں حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور یہ کیوں نہ کیا؟

۴۔ آپ ﷺ اپنے خدام سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے اوران سے مزاح کیا کرتے تھے جس طرح حضرت حضرت انس سے مزاح کیا۔

خدام صحابہ کی سیرت سے واضح ہے کہ وہ تمام خوش خلق، خوش گفتار، باحیائ، عابد وزاہد، متواضع اور متجردانہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔

سفارشات:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فہم دین اور بہتر زندگی بسر کرنے کیلئے سیرت مصطفی ﷺ کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ خدام صحابہ آپ ﷺ کی سیرت کے کسی نہ کسی پہلو کو اجاگر کرتے ہیں۔ اس لیے خدام النبی ﷺ کے حالات وواقعات کا جاننا بھی ایک لازمی امر ہے۔

کتب تراجم وسیر صحابہ عربی زبان میں ہیں اور ہمارے ملک کے اکثر لوگ اس زبان سے نابلد ہیں لہٰذا چند سفارشات مرتب کی جاتی ہیں تاکہ اہل علم حضرات کے ساتھ دیگر عوام بھی متمتع ہو۔

۱۔ کتب تراجم وسیر صحابہ خصوصاً خدام کا ترجمہ اردو زبان میں کرایا جائے۔

۲۔ تمام یونیورسٹیوں سے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ سیر صحابہ کے چند نقوش ایم اے، ایم فل کے کورس میں شامل کریں۔

۳۔ امراء سے میری سفارش ہے کہ وہ اپنے خدام کو انسان سمجھتے ہوئے ان سے صلہ رحمی کیا کریں جس طرح سیرت نبوی سے واضح ہوا۔

۴۔ خدام سے ان کی استطاعت سے زیادہ کام نہ لیا کریں۔

۵۔ امراء کو چاہیے کہ وہ خادمین کو حقیر و کم تر نہ سمجھیں۔

حوالہ جات

[1] الطبقات الکبری، ابن سعد، جلد 7، ص17، دارصادر بیروت / الاصابة فی تمییز الصحابة، ابن حجر العسقلانی، شهاب الدین، ابو الفضل احمد بن علی(۷۷۳ ۸۵۲ھ) تحقیق وتعلیق: عادل احمد عبدالموجود۔ علی محمد معوض: تقدیم وتقریظ: محمد عبدالمنعم البری عبدالفتاح ابوسنه جمعه طاهر النجار، 1: 276، دارالکتب العلمیه بیروت، لبنان / سیراعلام النبلاء وبهامشه احکام الرجال فی میزان الاعتدال فی نقد الرجال، الذهبی، محمد بن احمد بن عثمان (۷۴۸ھ) تحقیق: عمر بن غامة العمروی، 48/4، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

[2] معرفة الصحابة، الاصبهانی، ابونعیم احمد بن اسحاق بن مهران (۴۳۰ھ) تحقیق: محمد حسن محمد حسن اسماعیل، مسعد عبدالحمید السعدنی، 225/1، دارالکتب العلمية بيروت۔ لبنان۔

[3] اسد الغابة فی معرفة الصحابه، ابن اثیر، ابو الحسن علی بن ابی بکر بن محمد الجزری، 1: 151، دارالشعب۔

[4] صفة الصفوة، ابن الجوزی، ابو الفرج عبدالرحمن (۵۱۰-۵۹۷ھ) تحقیق: محمود فاخوری، تخریج: محمد روّاس قلعه جی، 1: 710، دار المعرفة بیروت۔ لبنان، الطبعة۔

اسد الغابة، 1:151۔

الطبقات الکبری، 7: 17۔

الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ابن عبدالبر، یوسف بن عبدالله القرطبی(۳۶۳-۴۶۳ھ) تحقیق وتعلیق: علی محمد معوض۔ عادل احمد عبدالموجود، تقدیم وتقریظ: محمد عبدالمنعم البری، جمعه طاهر النجار، 1: 71، دارالکتب العلمیه بیروت ۔ لبنان، الطبعة الاولی۱۹۹۵م۔

[5] معرفة الصحابة، 1: 225۔

[6] الجامع الصحیح، البخاری(۱۹۴-۲۵۶ھ) ابوعبدالله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن المغیرة بن بردزبه الجعفی، باب نزل تحریم الخمر و هی من البسر والتمر، دارالجیل بیروت۔

[7] سنن الترمذي، باب المناقب، كتاب مناقب انس بن مالك.

[8] سیر الصحابه سیر انصار، سعید انصاری، 1: 116، اداره اسلامیات لاہور۔

[9] الجامع الصحیح، مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری النیشابوری(۲۰۲-۲۶۱ھ)، کتاب الاشربة، *باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن يمين المبتدئ*، دارالفکر بیروت۔ لبنان.

[10] الطبقات الکبری، 7: 19.

[11] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب دعوة النبي صلى الله عليه وسلم لخادمه لطول العمر وبكثر ماله.

[12] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أنس بن مالك.

[13] سنن الترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء في الاخذ بالسنة واجتناب البدع.

[14] الطبقات الکبری، 7: 19.

[15] الطبقات الكبرى، 7: 19.

[16] المسند ،احمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الارنؤوط، 20: 412, مؤسسة الرسالة بيروت،لبنان،الطبعة الثانية١٩٩٩م.

[17] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أنس بن مالك.

[18] الطبقات الكبرى، 7: 20.

[19] سنن ابي داود، سليمان بن الاشعث (٢٠٢/٢٧٥ھ) تعليق: محمد محي الدين عبدالحميد، كتاب الأدب، باب ما جاء في المزاح، دارالفكر بيروت-لبنان.

[20] سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أنس بن مالك.

[21] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب.

[22] صحيح البخاري، كتاب الاشربة، باب الشرب من قدح النبي.

[23] سنن الترمذي، كتاب الاطعمة عن رسول الله، باب ما جاء في أكل الدباء.

[24] الإصابة، 1: 276.

[25] سير أعلام النبلاء، 4: 485.

[26] اسد الغابة، 1: 151. سير أعلام النبلاء، 4: 483.

[27] سير أعلام النبلاء، 4: 483.

[28] اسد الغابة، 1: 151

[29] اسد الغابة، 1: 152

[30] الطبقات الكبرى، 7: 23و24.

[31] الطبقات الكبرى، 7: 23.

[32] الطبقات الكبرى، 7: 18.

[33] الطبقات الكبرى، 7: 23.

[34] الطبقات الكبرى، 7: 21.

[35] سير أعلام النبلاء، 4: 486.

[36] الطبقات الكبرى، 7: 20. سير أعلام النبلاء، 4: 488.

[37] الطبقات الكبرى، 7: 21.

[38] الطبقات الكبرى، 7: 22.

[39] الطبقات الكبرى، 7: 22.

[40] الطبقات الكبرى، 7: 22.

[41] سير أعلام النبلاء، 4: 486.

[42] اسد الغابة، 1: 151. الاصابة، 1: 286.

[43] الطبقات الكبرى، 7: 21.

[44] الطبقات الكبرى، 7: 21و22.

[45] صفوة الصفوة، 1: 713.

[46] اسد الغابة، 1: 152.

[47] سير أعلام النبلاء، 4: 487.

[48] سير أعلام النبلاء، 4: 487.

[49] سير أعلام النبلاء، 4: 488.

[50] سير أعلام النبلاء، 4: 487.

[51] سير أعلام النبلاء، 4: 489.

[52] سير أعلام النبلاء، 4: 489.

[53] سير أعلام النبلاء، 4: 489.

[54] اسد الغابة، 1: 152. الاصابة، 1: 276 و 277. صفوة الصفوة، 1: 713 و 714. معرفة الصحابة, 1: 225.

[55] الطبقات الكبرى، 7: 25.

[56] الطبقات الكبرى، 7: 25 و 26.

[57] الطبقات الكبرى، 7: 26. اسد الغابة، 1: 152. صفوة الصفوة، 1: 714.

[58] اسد الغابة، 1: 152.

[59] الاصابة، 1: 276.

[60] الطبقات الكبرى، 7: 25.

[61] اسد الغابة، 1: 152.

[62] تذكرة الحفاظ، الذهبي ،ابوعبدالله شمس الدين محمدبن عثمان، 1: 45، دار احياء التراث العربي، بيروت.

[63] جوامع السيرة وخمس رسائل اخرى، ابن حزم، تحقيق: احسان عباس، ناصر الدين الاسد، ص 276، اداره احياء السنة گوجرانواله، پاكستان. تلقيح فهوم اهل الاثر في عيون التاريخ والسير، ابن الجوزى، ابوالفرج عبدالرحمن، ص 184، ناشر: محمديوسف، دهلی.

[64] اسد الغابة، 1: 152.

[65] صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب المرق.

[66] سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب خبز الشعير.

[67] سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في خلق النبي صلى الله عليه وسلم.

[68] صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام.

[69] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شجاعته صلى الله عليه وسلم.

[70] صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء.

[71] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم.

[72] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح.

[73] سنن الترمذي، كتاب الرؤيا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات.

[74] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم. سنن الترمذي، كتاب اللباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الحجمه واتخاذ الشعر.